# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان

مختار فاروقی

ماہِ صیام کی آمد آمد ہے اور اس بابرکت اور عظیم مہینے کی عبادت کی اہمیت ہر باعمل مسلمان پر واضح ہے۔ تاہم ہمارا عام تصور یہ ہے کہ اس ماہ میں اپنی مصروفیات اور ہو سکے تو ہر طرح کے میل جول کو منقطع کر کے بس دن رات عبادت میں لگے رہنا ہی شاید اس ماہِ صیام کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ہم عام طور پر فضائلِ رمضان المبارک میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تفصیلات ہی وہ بیان کرتے ہیں جو اسی مزاج کی حامل بھی ہیں اور اسی سوچ کو پختہ تر کرنے والی ہیں، ہمارے ہاں گزشتہ پانچ چھ سو سال کے بزرگانِ دین کے تذکروں میں جو نقشہ ماہِ صیام کی مصروفیات کا سامنے آتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ بس اسلاف کا طریقہ یہ ہے کہ اس ماہ ہر قسم کا سفر ترک کر دیا جائے اور عوام سے میل ملاقات میں وقت لگانے کی بجائے بس عباداتِ الٰہی اور نیکی کرنے میں وقت گزارا جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے سیاق کلام میں دیکھیں تو یہاں عبادتِ صوم اور ماہِ صیام کی مصروفیات او رتفصیلات کے بیان والے رکوع سے چند رکوع پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تعمیر کعبہ کا ذکر اور پھر عظیم المرتبت دعا کا، جس کے اظہار میں تو اگرچہ 2500 سال لگ گئے، مگر کامل اور اکمل ترین نبی، بلند پایہ رسول اور ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ بقول حالی:

| | |
|---|---|
| ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا | دعائے خلیل اور نوید مسیحا |

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کے آغاز پر ہی اسی بیت اللہ کی تولیت کی "حق بحق دار رسید" کے مصداق،

سپردگی یعنی تحویل قبلہ کا تذکرہ ہے اور اس کی آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں مرکزی اہمیت کا، کہ ہر روز نماز پنج گانہ کے لیے تم مسلمانو! جہاں کہیں بھی ہو تمہیں اس قبلہ کی طرف رخ کرنا ہوگا۔

اس اہم ہدایت کے بعد شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے تم حقیقت سے واقف نہیں تھے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وہ باتیں عام انداز میں سکھا رہے ہیں جو یہ جانتے نہیں تھے اور اس شاندار تذکرے کے ساتھ صبر اور صلوٰۃ کا ذکر ہے، بالواسطہ جنگوں اور کفار سے مقابلے کا ذکر ہے اور اس راہ میں شہادت کے اعلیٰ مقام کا ذکر ہے کہ شہید تو زندہ ہوتے ہیں، انہیں مردہ نہ کہو۔

اس پس منظر میں بات یہود کے تذکرے سے ہوتی ہوئی آیاتِ الٰہی اور غلط قیادتوں اور گمراہ رہنماؤں کی ملمع سازیوں کے حوالے کے بعد شیطان کے ذکر پر آتی ہے، حلال وحرام اور یہود کے انکار قرآن مجید پر رکوع ختم ہوتا ہے۔

اب یہاں "نیکی کی حقیقت" کا تذکرہ ہے، یہود کی معہود ذہنی کی نفی، کہ مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنا ہی کل نیکی نہیں، بلکہ نیکی تو اللہ اور آخرت کو اور پیغمبر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو نیکی کا تصور لائے ہیں اس میں جہاد اور قتال ہی نیکی کی اعلیٰ شکل ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تفصیلی روایت جو سفر تبوک سے متعلق ہے میں سامنے آتی ہے۔

بعد ازاں اسی جہاد سے پیدا شدہ مسائل یعنی شہادتوں کے بعد وراثت اور دیگر تفصیلات کے بعد روزے کی فرضیت اور اس کے احکام اور حکمتیں مذکور ہیں اور اس رکوع میں روزے کی عبادت کے ساتھ تنہا کی زندگی کی تخفیف اور ازدواجی متاہل زندگی کی بلند شان کا اشارہ ہے اور ساتھ ہی کسب حلال اور اکل حلال کا ذکر ہے۔ اس رکوع کے بعد حج اور ساتھ ہی پھر جنگ کا ذکر ہے۔ گویا قرآن مجید میں سیاق وسباق، جہاد، جنگ اور اس کے متعلقہ مسائل ہی کے درمیان ماہِ صیام کا ذکر ہے اور اس ماہ کی فضیلت اور قرآن مجید کی فضیلت کا ذکر ہے۔

اب تک کی گفت گو کا حاصل یہ ہے کہ روزہ ایک تربیت ہے اور قرآن مجید کا تراویح میں سننا ایک روحانی ترقی کا ذریعہ ہے، مگر سوال یہ ہے کہ یہ ساری محنت مشقت کس مقصد کے لیے ہے؟ یہ تیاری آئندہ کن مشکل مراحل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں؟ اس استخراج کی کوشش راقم خود اپنے ناقص ذہن سے کرے گا تو ایک ناپاک جسارت اور چھوٹا منہ اور بڑی بات ہوگی، جس کا راقم اپنے دین وایمان کی حفاظت کی خاطر سوچ بھی نہیں سکتا کہ دینی معاملات میں کوئی بات خیر القرون سے ہٹ کر یا بلا دلیل کی جائے۔

آیئے، اس ساری بحث کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ وسال اور رسالت مآب صلی

اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرانہ کارناموں کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کیسے گزارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی معیت او راتباع میں یہ وقت کیسے صرف کیا؟

یہ بات طے ہے کہ رمضان المبارک کے روزے 2 ہجری میں فرض ہوئے اور اس کے احکام دو تین سالوں میں مکمل ہوئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کا رکوع 23 خود اشارہ کر رہا ہے کہ اس کی آیات میں زمانہ نزول کا فصل موجود ہے۔

اب 2 ہجری کے رمضان المبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک یعنی ربیع الاول 11 ہجری تک 9 ماہ صیام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آئے ہیں۔ یہ 9 ماہِ صیام آپ نے کیسے اور کن حالات میں گزارے اور اپنے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کی کیا تربیت فرمائی اور کیا پیغام دیا؟ وہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔

**رمضان المبارک 2 ہجری**

یہ پہلا ماہِ صیام ہے، بڑے ذوق وشوق سے مدینہ منورہ میں اس عبادت کا آغاز ہوا، اہتمام کیا گیا۔ ساتھ ہی مکہ میں جو وادی نخلہ میں مہم حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کی تھی اور ان کے ہاتھوں یکم رجب 2 کو ایک کافر مارا گیا، اس کی اسارت اور ردّ عمل مکے میں جاری تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ (حضرت) ابوسفیان کی زیر قیادت جو قافلہ ملک شام جارہا تھا (جمادی الاولی 2 ہجری، مطابق نومبر 625ء) میں اس کے تعاقب کے لیے ایک مہم روانہ کر چکے تھے۔

اب وہ قافلہ بھی واپس آرہا تھا اور اس کی اطلاعات تھیں اور قریش بھی جو انتقام میں جل بھن کر جنگی تیاریوں میں مصروف تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے دوسرے ہفتے میں 313 جانثاروں کو ساتھ لے کر نہایت قلیل تیاری کے ساتھ قافلے کا راستہ روکنے کا ارادہ کر کے مدینہ سے نکلے اور اس سفر میں ہی اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ فرمایا اور اپنی تدبیر سے اہل ایمان اور کافروں کو بدر پہنچا دیا جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تاریخی فتح دے کر "یوم بدر" کو "ایام اللہ" میں سے اہم دن بنا دیا۔ یہ واقعہ 17 رمضان المبارک کا ہے۔ گویا یہ پہلا رمضان المبارک بدر کی طرف پیش قدمی اور جنگ کے بعد کے حالات سے نپٹتے نپٹتے گزر گیا۔ مسلمانوں کی پہلی عید، میدان بدر کی شاندار کامیابی، سورہ روم میں موعود یہود ونصاریٰ کی فتح کی خوش خبری کا مدینہ پہنچنا اور بدر کی فتح پر آس پاس کے علاقوں سے تہنیتی وفود کے جلو میں گزری:

| | |
|---|---|
| عید آزاداں شکوہ ملک دین | عید محکوماں ہجوم مؤمنین |

### رمضان المبارک 3ہجری

رمضان المبارک 3ہجری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مدینے میں گزارا، اس دوران قریش کی سال بھر کی جنگی تیاریوں کی تکمیل کی اطلاعات آ رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مشوروں میں وقت گزار رہے تھے کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قاصد کے ذریعے مکہ سے تین ہزار افراد کا لشکر روانہ ہونے کی اطلاع ملی، جو بھرپور تیاری کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل سے مشورے کیے اور دفاعی اور جنگی منصوبہ بندی فرمائی۔

عید الفطر اسی منصوبہ بندی میں گزاری، قریش کا لشکر 6 شوال 3ھ کو مدینہ اترا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے ساتھ باہر نکل کر رات گزاری اور 7 شوال 3ھ کو جنگ اُحد کا دن ہے۔ یہ دن یوں بھی بہت اہم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے۔ اس جنگ میں 70 مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا، جن میں حضرت امیر حمزہ، حضرت معصب بن عمیر اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔ انہیں حالات میں شوال 3ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔

### رمضان المبارک 4ہجری

شعبان 4ہجری میں کفار کے عہد کے مطابق ایک معرکہ پیش آیا، جسے غزوہ بدر دوم کہتے ہیں، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ واپسی پر رمضان کا ماہ مبارک آیا، جو آپ نے مدینے میں گزارا۔

### رمضان المبارک 5ہجری

الرحیق المختوم کے مؤلف کے بقول غزوہ احزاب شوال 5ھ میں پیش آیا تھا۔ دو تین ماہ قبل سے ہی قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاعات مدینہ پہنچ رہی تھیں، عرب بھر سے قریش کے حلیف (اتحادی) قبائل کے لشکر تیار تھے اور مدینہ پر حملہ کے منتظر، اس پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا، یہ آپ کی ذاتی بصیرت کا شاہ کار ہے۔ یہ خندق تقریباً 9 کلومیٹر لمبی تھی اور مسلمانوں نے نہایت جاں فشانی سے اس کی کھدائی کی تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک رہے، سردی کا موسم تھا۔ ماہ رجب، ماہ شعبان اور رمضان المبارک 5ھ کا ایک حصہ اسی خندق کی تیاری میں گزر گیا اور باقی رمضان المبارک، شوال کا مہینہ لشکر کی آمد اور حملہ کے خطرے میں گزرا۔ شوال میں 28 دن یہ محاصرہ رہا، تاہم کفار کا لشکر بغیر فتح کے نامراد لوٹ گیا۔ یہ مسلمانوں کے لیے بڑی کامیابی تھی۔ یہ رمضان المبارک بھی جنگی تیاریوں اور پہروں کے جلو میں اور جہاد کے ماحول میں گزرا۔

### رمضان المبارک 6 ہجری

2 شعبان کو غزوہ بنی المصطلق کے لیے روانگی ہوئی اور اواخر شعبان میں واپسی، اسی غزوہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر قذف کا واقعہ پیش آیا، جس سے 40 روز تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو معاملات میں منافقین کے رویے کی وجہ سے سنگین کیفیت سے دوچار رہے، پورا رمضان المبارک ظاہری طور پر ایک طرح کی بے سکونی میں گزرا۔

### رمضان المبارک 7 ہجری

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان عمرہ نہیں کر پائے تھے، اس لیے قضائے عمرہ کے لیے 7 ھ میں روانگی ہوئی۔ صلح کے بعد امن کا زمانہ رہا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری کے بعد یہ پہلا رمضان المبارک ہے جو نہایت سکون کے ساتھ گزارا اور صحابہؓ کو روزے کی برکات اور احکام سکھائے اور 130 صحابہ کو ایک مہم کے لیے مقام میفعہ روانہ فرمایا۔

### رمضان المبارک 8 ہجری

8 ہجری میں رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی حدیبیہ کا معاہدہ قریش کی بدعہدی کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا۔ حضرت ابوسفیان اس کی تجدید کی کوشش کے لیے مدینہ حاضر ہوئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے ملاقات ہی نہیں فرمائی۔ حضرت ابوسفیان کی واپسی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور تیاری کے بعد سفر کا آغاز کیا اور دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے، بغیر جنگ کے مکہ فتح ہو گیا۔ یہ واقعہ 20 رمضان المبارک 8 ھ کا ہے۔ 15 دن مکہ میں قیام رہا۔ گویا اوائل رمضان المبارک سے ہی مکہ روانگی ہوگئی تھی۔ یہ ماہ صیام بھی جہاد اور جنگ کی کیفیات میں بسر ہوا۔

### رمضان المبارک 9 ہجری

یہ ماہ صیام سفر تبوک میں صرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس جنگ کی تیاری فرمائی، نفیر عام دی، 30000 کا لشکر لے کر مقام تبوک روانہ ہوئے۔ ایک ماہ جانے میں صرف ہوا، ایک ماہ کے لگ بھگ وہاں قیام رہا، قیصر روم جنگ میں مقابلہ پر نہیں آیا۔ واپسی کا سفر رمضان المبارک میں ہوا اور شوال کے اوائل میں مدینہ تشریف آوری ہوئی۔ یہ ماہ صیام پورا سفر جہاد میں گزرا۔

### رمضان المبارک 10 ہجری

یہ ماہ صیام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تقریباً چھ ماہ پہلے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں گزارا اور چوں کہ 8 اور 9 ھ کے ماہ صیام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں مقیم نہ ہونے کی وجہ سے اعتکاف نہیں کر سکے

تھے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے ماہ کا اعتکاف فرمایا۔ واللہ اعلم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ:

یہ ماہ صیام مسلمانوں کی فوجی قسم کی ایک تربیت کرتا ہے اور روحانی برکات تو جو ہیں وہ ہیں، ظاہری برکات میں سے بھی ڈسپلن اور نظم وضبط کا عادی بناتا ہے، اس نظم وضبط کا ہدف اور استعمال کیا ہے؟ یہ آج کا عام مسلمان اور رہنمایانِ قوم نہیں سوچتے۔ صوفیائے کرام اپنے مریدوں کی تربیت کررہے ہیں، مگر اس تربیت کا ہدف کیا ہے؟ یہ بات بھی بتانا اور عام کرنا ضروری ہے۔ اس تربیت کا ہدف سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے نہیں ہے، صوفیائے کرام مصلحتاً مریدین کو یہ ہدف نہیں بتاتے کہ پھر وہ جلد یا بدیر جہاد پر جانے کا مطالبہ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تربیت میدان جہاد میں بھی دی اور سفر جہاد میں بھی دی اور روزے کی برکات کا صحیح مصرف اور صحیح استعمال سکھایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مدنی دور میں 9 ماہ صیام آئے، جن میں رمضان 2ھ جنگ بدر میں اور رمضان 3ھ جنگ احد سے قبل کی تیاری میں صرف ہوگئے، رمضان 5ھ جنگ احزاب سے قبل خندق کی کھدائی اور جنگی تیاریوں میں گزرا، رمضان 6ھ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر منافقین کی شرارت کے نتیجہ میں واقعہ افک کے پریشان کن حالات اور کرب میں گزرا، رمضان المبارک 8ھ فتح مکہ کے سفر اور فتح مکہ اور اس کے بعد جنگی انتظامات میں صرف ہوگیا، 9ھ کا ماہ صیام قیصر روم کے مقابلے میں جنگ کے لیے لشکر کی روانگی، قیام اور واپسی میں گزر گیا۔ صرف 4ھ، 7ھ، 10ھ کے 3 ماہِ صیام مدینے میں حالت امن میں گزرے۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس ماہ کی عبادت کے نتیجے میں حاصل توانائی اور روحانی جذبے اور شوق کا اصل ہدف سوائے جہاد کے اور کچھ نہ تھا۔

کاش آج ہمارا اور ہمارے سارے مسلمان بھائیوں کا رمضان المبارک گزارنے اور اس کی برکات کے حصول کا ہدف ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع میں جہاد کا شوق اور جذبہ جہاد اُجاگر کرنا ہی ہو جائے تو شاید اس سے امت مسلمہ کی تقدیر بدل جائے۔

☆☆☆